وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ مظہر فصاحت بلاغت قرآنی مبین اثر قسمہائے کتاب آسمانی

ہدایت تامّہ

معروف بہ

جواب قسم نامہ

یعنے

جی۔ آر۔ نابھہ ریاست و منشی لیکھرام آریہ مسافر و پنڈت کرپارام جگرانوی وغیرہ کے

اعتراضوں کا جواب

بعون رب ذو المنن جناب مولوی ابو رحمت حسن صاحب صانہ اللہ عن الشر والفتن

القادری میرٹھی نے ہر خاص و عام کی آگاہی اور فائدے کیلئے تصنیف کیا

النذیر پریس میرٹھ میں باہتمام منشی نذیر حسین پرنٹر چھپا

کریم الدین پریسمین نے چھاپا

سنہ ۱۹۰۹ء تعداد جلد ۱۰۰۰ قیمت فی جلد ۲/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خالق کون و مکان | اور درود سید پیغمبران
قوم کا واعظ ابو رحمت حسن | ملتمس ہے پیش ارباب سخن

جس طرح فرعون مصر کے عہد میں گھر گھر سحر کا رواج تھا اور ملک کا ساتھ میں ہر شخص کے سر پر جنون سحر
تھا۔ ہزاروں شعبدہ باز اسی بہانہ روٹی کھاتے اور رسیوں کے سانپ بنا بنا دکھاتے تھے اپنی ا
کے ناز پر حق سے غافل اور سچے فلاسفروں حق گوؤں سے جاہلانہ مقابلہ کی ٹھہراتے تھے جنکے کمال
پورا پورا بھروسا کر کے فرعون احاطہ بندگی سے نکل جھٹ دعویٰ خدائی کر بیٹھا اور اپنے قلمرو میں حتی الو
کسی کو دارائے جہان کا نام لینے اور ذکر کرنے بالکل نہیں دیتا تھا۔

قت خدا تعالیٰ کی رحمت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ بھولے بھٹکے کو سنبھالے کفر کے قعر
میں ڈوبتے کو نکالے تو انہیں ساحروں کے رنگ ڈھنگ پر بنی اسرائیل میں کے ایک جوان مرد سیدا
موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو عصا اور ید بیضا وغیرہ آیات بینات کی زینت سے سجا کر اُنکے مقا
کھڑا کر دیا اور ایک معمولی ہاتھ اور ادنیٰ سی لاٹھی سے اپنی قدرت کے گوناگون نمونے اور نگا
مشاہدے کرا کر سب کی اُستادی کا مُنہ مٹی سے بھر دیا۔

برق اعجاز کی روشنی آنکھوں میں پھرتے ہی ایسی کاٹ کر گئی کہ سب کی کفر و جہالت کا دھندلا
جاتا رہا بصیرت و بصارت اسقدر بڑھ گئی کہ خود بخود سحر و معجزہ میں کفر و ایمان میں فرق کرنے
اور یقیناً جان گئے کہ موسوی اعجاز شعبدہ اور سحر کے علم کا نتیجہ نہیں منجانب اللہ آیت بینہ ہے۔
جبہی زمین عجز پر سر بسجود ہو کر جناب باری میں نذرگانہ عرض کرنے لگے اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَ
مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ (ہم ایمان لائے رب العلمین رب موسیٰ و ہارون علیہما السلام پر) اور بادشاہ
کی طرف سے اپنے مالوں کے نقصان اور جانوں کے زیان کا غم و اندیشہ مطلق نہ رکھا بلکہ اُسکے ہم
سٹکانے پر بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ کہا تو یہی کہا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَ
فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَ

أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰی[1] اور کُل عالم سے ایک دم کفر و ضلالت کی تاریکی دور ہوئی اور ذرہ ذرہ آفتاب ہدایت و رشاد کی شعاعون سے چمک اُٹھا۔

اسی طرح جناب رسالتمآب برگزیدۂ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمان برکت نشان مین گھر گھر علم ادب کا چرچا اور شعر و سخن کا دستور اس درجہ تھا کہ محبّانہ و مخاصمانہ جلسون اور بیاہ و شادی وغیرہ کی محفلون مین بجز اسکے کوئی تذکرہ نہین تھا۔ بعضون نے اپنی مہارت اور لیاقت کے زعم مین آکر اپنے طبعزاد قصاید کعبۃ اللہ کے دروازہ پر آویزان کر رکھے تھے کہ جسکو فن بلاغت وغیرہ مین دعویٰ ہو وہ ان مین نقصان نکالے۔ پر انکی تقریر پر کوئی حرف گیر نہوا۔

مرد تو ہر زمانے مین مرد ہی ہوا کرتے ہین۔ اُن دنون عرب کی عورتون کی بھی عجیب حالت تھی کہ وہ بھی فن بلاغت و فصاحت کے بدون ٹکڑا نہین توڑتی تھین اور ایسی ذہین و ذکی کہ حسب حال مصرعہ چسپان کر کے فرستندہ مصرعہ کا مافی الضمیر معلوم کر لیتی تھین۔

امرء القیس کی بیٹیون کا ذکر ہے کہ جسوقت اُنکا باپ اپنی بدعملی کے سبب پہاڑ کی کھوہ مین پکڑا گیا تو قتل ہونیکے وقت اپنے قاتلون سے کہنے لگا مین نے ایک مصرعہ تیار کیا ہے للہ میری بیٹیو(۱) تک پہنچا دیجیو اور وہ یہ ہے ع یَا بِنْتَا امْرَءِ الْقَيْسِ اِنَّ اَبَاکُمَا (اے امرء القیس کی بیٹیو بیشک تمہارا باپ) تو اُسکے قاتلون نے ایسا ہی کیا پہلے اُسکو مار ڈالا۔ پھر اُسکے گھر جاکر اُسکی دختروں سے اسکا پیغام مصرعہ مذکورہ پہنچا دیا۔ مگر ان لڑکیون نے سُنتے ہی انکو پکڑ لیا اور کہا کہ اس مصرعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا باپ مارا گیا اور اسکے مارنے والے تُم دونون ہو کیونکہ اُسکے آگے بجز اسکے کوئی دوسرا مصرعہ چسپان نہین ہو سکتا کہ ع قَتِیْلٌ وَّقَاتِلُوْهُ لَدَاکُمَا (بیشک مارا گیا اور اُسکے مارنیوالے تمہارے پاس موجود ہین)۔ آخر اصل سبب تلاش کرایا تو امرء القیس کے قاتل وہی دونون نکلے۔

فارس و ایران روم و یونان وغیرہ کے فضلا کی ہمہ دانی اور طلاقت لسانی عرب کی فصاحت

[1] ہرگز قبول نہین کرینگے تجھکو ان بینات پر کہ حضرت موسیٰ لائے ہمارے پاس اور اس خدا پر کہ جسنے ہمکو پیدا کیا پس تو حکم کر جو کرنیوالا ہو اور جو کچھ تو حکم کرنیوالا ہے وہ اس حیات دنیا کا ہی تحقیق ہم ایمان لائے اپنے پروردگار پر تاکہ بخشے ہماری خطائین اور اس سحر کو جو ہمنے تیرے جبر سے کیا حضرت موسیٰ پر اور اللہ بہتر ہے اور باقی تر ہے (تیرا عذاب تو گزرجانیوالا ہے)

اور سحر بیانی کے روبرو ہیچ تھی اسواسطے وہ غیر اہلِ عرب کو اعجم (گونگا) بولتے اور صحفِ موسیٰ و اناجیلِ عیسیٰ کے ابواب کم کھولتے تھے جسکے باعث بیدینی کی تاریکی نے شبِ دیجور کی مانند خطۂ عرب سیاہ و تباہ کر رکھا تھا اور بجز فضلِ مولا کے رہنمایانِ راہِ حق سے دولتِ ایمان اور ضیاءِ دانِ جہنم سے جان بچانے کی صورت اور تدبیر کوئی نہین تھی۔

سو حکمتِ اللہ اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اہلِ عرب کے پیرایہ مین سر دفترِ حکمت و دراثت صحیفۂ رشد و ہدایت کہ جس سے انکی طبیعت کو لگاؤ ہو اور بآسانی راہ پائین کسی اُمی شخص کی زبانی سُنوانا چاہیے سو کاملِ انسان مثیلِ موسیٰ بن عمران سرورِ عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا کہ جنکی راستبازی و صدق شعاری کے وہ خود بھی شاہد اور اقراری تھے اور خوب جانتے تھے کہ آپ کی ذات جامع کمالات اُمی ہونے کے علاوہ علماءِ یہود و نصاریٰ وغیرہ کی صحبت سے بھی بہرہ ور نہین ہے۔ سو جسوقت انہون نے خدائے ناظمِ عالم کا کلامِ معجز نظام شاہِ دوجہان کی زبانِ گوہر افشان سے بے تکلف و بے اختیار نکلتا سُنا تو استعمال الفاظ با محاورہ اور مقامؔ[1] و شرط و جزا و ظرف و مظروف فیہ و کل و جزو نوع و جنس و مسبب و سبب و تناسب تلازم و استعارہ و تشابہ و جناس و طباق و وصل و فصل و عکس و قلب و مشاکلہ و مبالغہ و جمع و تفریق و تقسیم و تاکید و قسم و مثل و ضرب وغیرہ کی رعایت اور سچے دعاوی اور اخبارات اور بے نظیر ہدایات اور موثر بیانات اور گوناگون صنائع و بدائع وغیرہ لفظی و معنوی خوبیون پر غور کرکے پھڑک اُٹھے۔ اور مان گئے کہ فی الواقع فصاحت و بلاغت قرآنی طاقت انسانی سے باہر ہے۔ جھٹ اپنے قصائد معلقہ اُتار لئے کہ اس قدرتی نظم کے سامنے کہ اُمّی شخص کی زبان سے بے تکلف و بے اختیار برآمد ہوتا ہے۔ ہمارے تصنع اور بناوٹ کا بے تکا اور غیر موزون ہونا از خود ظاہر ہے فامن من امن اور بے نصیب آدمی دلی عناد کی وجہ سے اسکو سحر سے تعبیر کرنے لگے حالانکہ وہ بھی کمال فصاحت پر دال ہے اور اساطیر الاولین کہنے کے علاوہ اُس پر کوئی بُرا اتہام نہ لگا سکے اور یہ بھی انکی خوئے بد کا بہانہ تھا۔ درحقیقت قرآن قصہ کہانی سحر و کہانت نہین۔ قول فصیل اور سچی ڈگری اور دفتر ہدایت و حکمت مسلمہ حکماء و فصحاءِ عرب ہے اسی لئے روزِ نزول سے تا ایندم کسی نے قرآن کے نظم پر کوئی اعتراض نہین کیا اور یہ الزام بھی نہین دیا کہ آن سرورِ دین کو ہمنے سکھایا یا فلان شخص

---

[1] یہ فنِ فصاحت و بلاغت و صنائع و بدائع وغیرہ کی اصطلاحین ہین۔

سے سیکھتے یا اہل علم کی مجلس مین بیٹھتے دیکھا ہے بلکہ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ کے نقارہ کی گونج سُن سُن سُن ہو گئے ۔ سر اُبھارنا کسکا دم بھی نہ مارا اور نہ قیامت تک کوئی اتنی جرأت ہی کر سکتا ہے وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ط اور ان عجمیون کا تو کیا کہنا جو خود ہی اسم اعجم سے موسوم ہین جسپر طرہ یہ کہ عربی کا اُردو ترجمہ سمجھنے کی لیاقت نہین رکھتے ۔ ہان البتہ ایک دوسرے کا رد چاٹ چاٹ کر اُگلنا اور ایسے اعتراض کرنا جانتے ہین کہ جنکا وجود قرآن سے مفقود اور وید وغیرہ اُن کی مذہبی کتابون مین موجود ہے ۔ یا جنکا جواب بارہا ہو چکا مگر تقلید بکدیگر اعتراض کرنے سے باز نہین آتے ۔

مضمون رسالہ قسم نامہ پردہ نشینؔ[1] کا ذاتی سرمایہ نہین منشی اندرمن کی کتاب صولت الہند کے صفحہ ۱۷۳ و ۱۷۴ سے چرایا ہُوا ہے نہ معلوم اُسنے کس برتے پر یہ شیخی بگھاری اور ماتھے پر خونی ٹیکا لگا کر ہتیا مین دم بجز اور مثل مصرعہ کور کورہ جوئد از کوردگر ۔ کا مصداق بنا ۔

علاوہ بر آن محرر قسم نامہ تو کوئی بڑا ہی بزدل یا پردہ نشین معلوم ہوتا ہے کہ ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلتا ہے ۔ ورنہ اس امن و آرام اور آزادی کے زمانہ مین رسالہ پر نام نہ لکھنے سے کیا مطلب ۔

خیر ہر کہ باد ا باد یہ عاجز سب کے ہفوات واہیات کا جواب محققانہ دینے کو حاضر ہے اُمید برآنکہ جو لوگ آریون کی تالیفات دربارہ قسمہائے قرآنی کے خریدار ہین وہ ضرور ہی ان اوراق کو بھی ملاحظہ فرمائینگے کیونکہ یہ رسالہ عموماً سب کا اور خصوصاً قسم نامہ کا الزامی و تحقیقی جواب ہے ۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف ؛

قال ۔ مؤلف قسم نامہ صفحہ (۱) اکثر مسلمان کہتے ہین کہ ہمارے مذہب مین قسم کھانا اچھا نہین کہ قرآن شریف مین منع کیا گیا ہے وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ (قسم کھانیوالے کی اطاعت نہ کر)

اقول ۔ آنجناب مسلمانون کو ناحق اتہام لگاتے ہین سچی قسم کھانے کو کوئی مسلمان یا عادل انسان بُرا نہین سمجھتا اور نہ قرآن شریف مین سچی قسم کھانے کی مخالفت ہے ۔ کیونکہ موقع کا گواہ پیش نہ کر سکنے کی حالت مین قسم کھائی جاتی ہے اسواسطے وہ شاہد کے قائمقام قرار دی گئی ہے ۔

آیہ شریفہ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ الآیہ ۔ لغو اور جھوٹی قسم کھانے والون کی عدم اعتباری

---

[1] اس کتاب میں پردہ نشین سے قسم نامہ کا مصنف مراد ہے ۱۲

ثابت کرنے مین نازل ہوئی ہے نہ سچی قسم کھانے کی ممانعت مین۔

اب پردہ نشین کی دغابازی اور خیانت پردازی پر خیال کرنا چاہیے کہ پورے جملے مین سے فقط جزو اوّل موصوف پر اکتفا کیا اور جزو ثانی صفات کو بکقلم چھوڑ دیا اور حلّاف کے معنی حالف لکھے جو از روئے علمِ ادب و لغتِ عرب درست نہین ہین۔ کیونکہ جسوقت کسی جملہ کی تقیید عمدہ جزو یا فضلہ صفات کیساتھ کی جاتی ہے تو موصوف اور صفتون کا مجموعہ ایک کلمہ کے حکم مین ہوتا ہے اور حلّاف مبالغہ کا صیغہ ہے۔ لغتِ عرب مین یہ اکثر پیشہ ور کیلئے آتا ہے جیسا کہ بزّاز۔ جلّاد۔ حلّاج۔ حجّام۔ جرّاح۔ ندّاف۔ قصّاب۔ دبّاغ۔ وغیرہ۔ **حلّاف** اُسکو کہتے ہین جسکا پیشہ قسم کھانا ہو۔ پس پورے جملے کے معنی یہ ہین وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ؕ (تو کہامت مان ہرایک ایسے قسم خور کا جو ذلیل عیب جو سخن چین چغل خور مانع خیر ستمگار گنہگار سخت رو درشت خو ہو اور باایںہمہ حرام کا جنا ہوا ہو)

تمام مفسّرین کے نزدیک اس حلّاف سے مراد موعود ولید بن مُغیرہ ہے کہ قسم خوری کا پیشہ کرنیکے علاوہ باایںہمہ ذمائم مذموم تھا۔ آنحضرت ختمی مرتبت کے حضور مین دوسرے اشقیا سمیت حاضر ہوتا۔ قسمین کھا کھا قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت کا اور آپکی مودّت و محبّت کا اقرار کرتا اور دم بھرتا اور پس پُشت بدزبانی کرتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ الآیۃ کہ ایسے اشقیا کی قسم معتبر نہین۔

اس آیت سے بہرنہج پردہ نشین کا مفہوم مردود ہے اور اہل حق کا مسلک بوجہ احسن مشہود ہے کہ حلّاف کے معنی حالف نہین قسم خوری کے پیشہ والا ہین۔ آیت وَلَا تُطِعْ سچّی قسم کھانے کی ممانعت مین نہین اُتری۔ قسم خوری کے پیشہ والون کی عدم اعتباری ثابت کرنے مین وارد ہوئی ہے۔ قرآن کو متہم کرنیکی نیّت سے پردہ نشین نے صریحًا مکر کیا داؤن کھیلا کہ موصوف کو لے لیا اور اسکے صفات کا ذکر نہ کیا۔ سچ ہے اِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ۔

قولہ۔ (صفحہ ۱) اور اُسی کے مطابق مولنا روم نے مثنوی کے دفتر دوم مین لکھا ہے ؎

ہر منافق مصحفے زیر بغل	سوئے پیغمبر بیاورد از دغل
بہر سوگند آنکہ ایمان جُنّت است	زانکہ سوگندان کژان را سنّت است

چون ندارد مرد کژ در دین وفا راستان را حاجت سوگند نیست	هر زمانے بشکند سوگند را زانکہ ایشان راد و چشمے روشنیست

اقول۔ بقول آریہ بزرگان فارسی ملیچھون کی زبان ہے ازروئے ہدایت مذہبی न पठेत यावनी भाषा [illegible] जैन मंदिरम् (یونون کی بولی سیکھنی اورجینیون کے مندرمین نہین جانا چاہیئے) پر دو نشین نے سیکھی ہی نہین یا تعجب کے سبب فہم مین نہین آئی ورنہ اسکا مطلب ہمارے مفید مدعا ہے نہ اہل خلافت کے موافق چنانچہ وہ یہ ہے کہ ہر منافق ایک ایک قرآن بغل مین دباکر۔ پیغمبر خدا کی طرف لایا فریب سے ۔ قسم کھانے کیلئے اسواسطے کہ قسم ڈھال ہے اسی وجہ سے فریب کی قسم منافقون کا طریقہ ہے اور یہی سبب ہے کہ منافق دین مین وفادار نہین ہوتا بار بار سوگند کھاکر عہد و پیمان کرتا ہے اور توڑتا ہے ۔ مومنون کو فریب کی قسم کی حاجت نہین ۔ اسلئے کہ ان کی چشم حق بین روشن ہے ۔

قولہ۔ (صفحہ ۲) حدیث مین آیا ہے مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ جو خدا کے سوا دوسرے کی قسم کھاتا ہے بیشک وہ مشرک ہوجاتا ہے ۔

اقول۔ آنحضرت صلعم کا یہ ارشاد صحیح ہے قانون عباد مین غیر خدا کی قسم کھانی شرک صریح ہے کیونکہ انسان رویت کا شاہد پیش نہ کرسکنے کی حالت مین قسم کھاتا ہے اور اپنے مقسم بہ کو موقع کے گواہ کا قایم مقام ٹھہراتا ہے پس ایسا شاہد بجز ذات عالم الغیب کے کوئی نہین بلکہ ایسا خیال کرنا کہ فلان شخص میرے ظاہر و باطن سے ماہر اور بہر حال حاضر و ناظر ہے ۔ کفر صریح و شرک فی العلم ہے اور معتقد اسکا مشرک کیونکہ غیر عالم کو شاہد غیب قرار دیتا ہے ۔

قولہ۔ (صفحہ ۲) اس پہ ہمنے جو قرآن کے ورق ورق کو غور سے دیکھا تو معاملہ برعکس پایا یعنی خود خدائے محمد یہ اس مین جابجا ادنی ادنی چیزون کی قسمین کھاتا ہے ۔

اقول۔ آپ نے قرآن شریف کے ورق ورق کو نہین اُلٹا بلکہ اندرمن کے رد کو چاٹا جب وہ درون پر خباثت مین نہ سنبھلا تو زہر کی طرح اُگلا۔ دیکھو کتاب صولت اللہ صفحہ ۳۱۷ و ۳۱۷۔ ۱ اور اسکا رد ظفر المبین مصنفہ مولوی محمد علی صاحب صفحہ ۴۳۶ تا ۴۴۸ ۔

لہ باصطلاح وید مسلمانون اور یونانیون کو یون کہتے ہین ۱۲

قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ یا اپنی ذات و صفات کی یا اپنے عزیز محمد رسول اللہ صلعم کی اور اُن چیزون کی کہ جن سے اُسکے عزیز کے تعلقات کو نسبت ہے قسم کھاتا ہے یا اپنی حکمت فاعلہ اور صفت صناعی کی عظمت ظاہر کرتا ہے کہ وہ ہر شے مین موجود ہے۔ مگر عدم توجہی کے سبب ہماری عقل وہان تک نہین پہنچ سکتی چنانچہ جس جگہ قسم وارد ہوئی ہے وہ دو حال سے خالی نہین یا تو اپنے مقسم علیہ کی نسبت و مناسبت کے موافق و مطابق ہے یا کتب سابقہ کی بشارات و اشارات و رموز پر موقوف اور مآل کار ہر ایک کا یا اظہار حکمت بالغہ ہے یا امور رسالت پر شہادت مگر اتنا ضرور ہے کہ ع دیکھنے کو چشم بینا چاہیئے۔

چونکہ قائلان تناسخ کے نزدیک جملہ موجودات یکسان ہے مفضل و مفضل علیہ کوئی چیز نہین یہی مادّہ و روح شوّرا ور کُتّے مین موجود ہے اور اسی سے مرکب انسان اور گوبر کے کیڑون کا وجود ہے پھر کسی کو ادنیٰ اور کسی کو اعلیٰ تصوّر کرنا یا گائے کو ماتا ماننا اور بیل کو ناپاک جاننا کمال نادانی اور جہل و سفاہت کی نشانی ہے۔ زمانہ سابق کے رشی ومنی اور دیبی دیوتا بلکہ خود پیشوا رجی جس طرح خاک و باد و آب و آتش وغیرہ اشیار کو معظم اور پرمیشور کے انس (حصص) مانکر پوجتے تھے ویسے ہی اُنکے معتقدین کو ہر چیز معظم و مکرم ماننی چاہیئے اور بلا تخصیص ہر اعلیٰ و ادنیٰ شے اپنی مسجود لہا[1] گردانی چاہیئے ع کہ در آفرینش ز یک جوہر اند ؀

حدیث مَن حَلَفَ الخ جناب رسالت مآب کا قانون ہے اسکی پابندی خدائے قادر کی رضامندی اور اپنی بہبودی کے لئے انسان کا فرض ہے۔ کیونکہ وہ مکلّف ہے۔ مگر خدائے قادر پر نہین اسلئے کہ وہ محکوم و مجبور نہین جیسا کہ کسی کو مارنے مروا دینے۔ تباہ کرنے کروا دینے۔ درندون کے وحشت وہان سے پھڑوا دینے وغیرہ مین خدا تعالیٰ کی ذات مجرم نہین ہوسکتی اسی طرح اشیار کی قسم کھانے مین بھی مجرم نہین ہوسکتی کیونکہ وہ مکلّف اور شرائع کا پابند نہین اور افعال مذکورہ کے ارتکاب مین انسان مجرم ہے اسلئے کہ وہ شرائع کا پابند و مکلّف ہے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ۔ سورۂ انبیار پارہ ۱۷۔

مگر اہل خلاف کے نزدیک احکام و شرائع کی پابندی و تکلیف ذات پرمیشور پر بھی واجب ہے

[1] مسجود لہا یعنی جسکو سجدہ کیا گیا ۱۲

کیونکہ وہ مقدور و مجبور اور دُکھ سُکھ کا متحمل ہے دیکھو یجر وید حصہ اول دیانندی بھاش بشرح باب ۵ منتر بتّیس صفحہ ۴۴۵ سطر ۱۳-
(सृष्ट्यः) दुःख सुख को सहन करने और कराने वाले हैं
(اور اے پرمیشور) آپ دُکھ سُکھ کو سہنے اور سہانیوالے ہین

پس اکثر جرائم کے مرتکب ہونیکے سبب وہ ضرور ہی آواگون کی جیل مین پڑتا ہوگا - اور جیل کا داروغہ یم راج اسکے ہاتھ پاؤن مین بیڑیان اور بیل بھرتا ہوگا پھر ایسے پرمیشور پر افسوس کہ خود ہی قانون بنائے اور خود ہی اسکے خلاف چلکر جیل مین پڑے اور گوناگون دُکھ و مصیبت بھرے اور دروپنڈتون کی اس طرح منت کرے -

हे(सगराः) अन्तरिक्ष अवकाशयुक्त अग्नयः) अच्छे२ पदार्थों- को प्राप्त करने वाले विद्वानो तुम(मा) मुझको (मित्रस्य) मित्र की दृष्टि से देखो (सगराः) विद्योपदेश अवकाशयुक्त होकर — (अग्नयः) जैसे सब प्रकार की अग्नियों की रक्षा करते हैं वैसे (सगरेरा) अन्तरिक्ष के साथ वर्तमान (रौद्रेण) शत्रुओं को रुलाने वाले (मान्मा) प्रसिद्ध (अनीकेन) सैना से (मा) मुझे (पात) पालिये (अग्नयः) जैसे ज्ञानी लोग सबको सुख देते हैं वैसे (पिपृत) सुखों से पूरण कीजिये (गोपायत) और पालन कीजिये और (मा) मुझको कभी (मा हिंसिष्ट) नष्ट मत कीजिये (मे) मेरा बार बार (वार) आपको (नमः) नमस्कार ॥

(अस्तु) हो (३४) अ॰ ५॰ यजुः — یجر وید باب ۵ منتر ۳۴

خلاصہ - اے اہل ثروت آسمان سے ملے ہوئے پنڈتو تم مجھکو بہ نگاہ محبت دیکھو علم و نصیحت سمیت ہر قسم کی آگ کی حفاظت جیسے تم کرتے ہو ویسے ہی آسمان سے ملی ہوئی اور دشمنون کو رولانے والی فوج سے میری پرورش کرو جیسے علم والے سب کو سُکھ دیتے ہین ویسے مجھے بھی خوشیون سے بھرو اور پالو میرا ناس مت کرو مین آپ کو بار بار نمسکار کرتا ہون منتر ۳۴ باب ۵ یجر وید حصہ اوّل صفحہ ۴۴۹ دیانندی بھاش (آگے سے ایسا کبھی نہین کرونگا) مگر وہ کیون

مانتے ہونگے بلکہ یون فرماتے ہونگے کہ چُپ۔ خود کردہ را علاجے نیست

قولہ (۲) بڑے تعجب کی بات ہے کہ دوسرون کیلئے خدا فرمائے کہ قسم کھانے والون کی اطاعت نہ کرو اور خود طرح طرح کی بڑی تاکید سے قسمین کھاتا ہے۔

اقول۔ کوئی تعجب کی بات نہین۔ اسلئے کہ بدمعاش قسم خورون کی بے اعتباری ظاہر کرتا ہے اور سچی قسم کھانے کا حکم دیتا ہے دیکھو سورۂ یونس۔ وسبا وتغابن آیت قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ (توکہہ میرے پروردگار کی قسم ہے۔ اگر یہ غرض ہے کہ اللہ تعالیٰ قسم کھانے وغیرہ امورات مین ہماری شرائع اور قوانین کا مکلف و پابند نہین وہ تو خود مختار ہے اور اسکے ہر امر پر پردہ نشین جیسے احمق کہہ سکتے ہین کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ پیشور دوسرون کیلئے منع فرمائے کہ فلان فلان کام مت کرو (جیسا مارنا مروانا وغیرہ) اور خود شب و روز انہی کامون مین مشغول و مصروف رہتا ہے مگر اس تعجب کا اہل علم کے نزدیک کچھ تعجب نہین بلکہ انکے نقصان عقل کا بدیہی ثبوت ہے۔

قولہ۔ (صفحہ ۲) ہمارا سوال ہے کہ یہ قسمین خدا خود کھاتا ہے یا محمد دلواتا ہے بہ تقدیر اول خدا بڑا جھوٹا ہے۔ بہ تقدیر دوم محمد صاحب نے خدا کے قول کو معتبر نہ سمجھا۔ انتہی ملخصًا۔

اقول۔ قرآن مین ایراد قسم سے فصاحت و بلاغت وغیرہ کا اظہار حقیقی مقصود ہے۔ اسلئے یہ قسمین نہ خدا تعالیٰ خود کھاتا ہے اور نہ اُسکا حبیب لواتا ہے بلکہ آپکا مفہوم مذکورہ ہی مردود ہے۔ فصاحت و بلاغت مین با محاورہ الفاظ کا استعمال اور مقام کی مطابقت شرط ہے اور جبتک روزانہ محاورہ اور استعمال کلام باہمی کی اور مخاطبت فی مابین کی رعایت نہ رکھی جائے کلام فصیح و بلیغ نہین ہوتا۔ اسواسطے کتب معانی و بیان وغیرہ مین بالتصریح لکھا ہے کہ جبوقت خطاب منکرون سے ہو اور انکار کرنیو الے بھی وہان موجود ہون تو قسم و اِنَّ و اَنَّ وغیرہ حروف تاکید سے کلام کو موکد و مستحکم کرنا عین فصاحت ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ کو اگرچہ بذات خود اور آنحضرت صلعم کے خاص خطاب کے اعتبار سے قسم کی ضرورت نہین تھی مگر مراعات متذکرہ کے لحاظ سے مخالفون معاندون کو خوار و ذلیل کرنیکے لئے قسم کو یاد کیا اور ایسے مقامات مین حسب محاورۂ عرب قسم کھانی عین فصاحت ہے۔ ہان اتنا سمجھنے کیلئے علوم معانی و بدائع و بیان وغیرہ مین مہارت ضروری ہے اور وہ آریون کو نصیب نہین ہے

ایشان زکجا وعشق بازی زکجا	ہندو زکجا و زبان تازی زکجا

علاوہ برآن قرآن مین قسمون کا صادر ہونا ایسا ہے کہ جیسا پرمیشور کا گایتری وغیرہ چھندون اور سترح وغیرہ سترون مین وید گاتا اور بات بات مین فرماتا کہ اس بات کو تم نشچے جانو۔ (یقیناً جانو)
اب ہم پوچھتے ہین بطریق مسطورہ ویدون کو پرمیشور خود گاتا اور یقین دلاتا ہے یا کسی رشی منی کے غیر فصیح وغیر معتبر ٹھہرانے سے بر تقدیر اول بڑا جھوٹا اور لغو سرا ہے کہ اگنی۔ پانی۔ سورج ہوا۔ بجلی۔ اندر۔ ورن وغیرہ دیوتاؤن کی جھوٹی تعریفین گاتا ہے کیونکہ جھوٹی تعریف دروغگو کے سوا زبان پر کوئی نہین لاتا۔ مگر دروغگو کی کوئی بات قابل اعتبار نہین ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ ویدون کو کسی نے آجتک قبول نہین کیا اور برہمنون کی چھپر پا سے باہر اُسنے قدم نہین دیا کیونکہ اس کی آیت آیت کا نام رچا ہے اور رچا کے معنی ہین جھوٹی تعریف بیان کرنا۔ اسپر جو ہمنے وید کی سطر سطر کو غور سے دیکھا تو ایک بھی جھوٹی تعریف سے خالی نہ پائی۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بقول آریہ پرمیشور دوسرون کو تو جھوٹ بولنے سے منع فرمائے اور خود مزے سے جھوٹ گائے

ازین معنی کراحسیدت نزائد	معلّم کار شیطانی نماید

بتقدیر دوم ایسا معلوم ہوتا ہے اگنی انگرا وغیرہ وید کے رشیون کو اسکی رچاؤن پر اعتماد نہین تھا اس واسطے وہ ایک ہی بات کو بار بار سناتا اور غصہ ہو ہو حروف تاکید لاتا اور فرماتا ہوگا کہ اس بات کو تم نشچے جانو۔

قولہ۔ منہاج العابدین مین ہے کہ جو کوئی خدا کے کلام پر اعتماد نہ لایا اُسنے اپنے تئین بدرجۂ ہلاکت پہنچایا اور آمادۂ سوگند کیا۔

اقول۔ آمادۂ سوگند کیا یہ صاحب منہاج کا مقولہ ہے۔ قرآن وحدیث نہین کہ حجت پکڑنے یا استدلال کے قابل ہو۔

قولہ۔ پھر اسی کتاب مین حسن بصری رح سے منقول ہے کہ ایسا آدمی مخذول وملعون ہوتا ہے۔

اقول۔ لاریب جو شخص خدا کے قول پر اعتماد نکرے وہ ملعون ومخذول بلکہ مورد قہر وعتاب ہوتا ہے۔

قولہ۔ پھر اسی کتاب مین ہے کہ بایزید بسطامی نے ایک کفن چور سے سوال کیا اُسنے جواب دیا مین نے بہت میتین قبرون سے نکالی ہین مگر دو شخصون کے سوا کسیکو روبقبلہ نہین پایا بایزید نے کہا اسکا

سبب یہ کہ اُنہون نے کلام الٰہی پر ابرام نہین کیا۔

اقول۔ اس کی بازپُرس اُس قرآن چور کے ذمہ ہے جسنے اس حال کو بچشم خود دیکھکر بیان کیا تھا لیکن قرآن شریف مین تو اتنا وارد ہے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (طٰہٰ) جو شخص قرآن حق سے روگردانی کرے بیشک اُسکے لئے دُنیا مین تنگی کی گذران ہے اور اُٹھا دینگے ہم اُسکو دن قیامت کے اندھا اور دوسرے مقام مین ہے وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۚ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۙ اور تحقیق دیا ہمنے تجھکو اپنے پاس سے قرآن۔ جو کوئی مُنہ پھیرے اُس سے پس تحقیق وہ اُٹھا دیگا دن قیامت کے بوجھ دوامی۔ اور بُرا ہے واسطے اُنکے دن قیامت کے بوجھ اُٹھانا۔ اسپر پردہ نشین کو بھی ذرا غور و تدبّر کرنا اور حق سے ڈرنا چاہیئے۔

قولہ۔ ان باتون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدائے محمدیہ نے اپنے کلام کی بے اعتباری دور کرنے کے واسطے بار بار سوگند کھائی ہے۔

اقول۔ اوّل توان باتون پر قرآن شریف کی صداقت کا مدار نہین۔ دوسرے ان باتون سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص کلام الٰہی پر اعتماد نہ کرے وہ مورد قہر خدا و مستحق عذاب ہوتا ہے۔

چنانچہ جن کفار بدشعار نے حضرت ختمی مرتبت کی نبوت و رسالت نہین مانی تھی اور عناد باطنی کے سبب قرآن شریف کی عظمت ہی کم جانی تھی وہ طاعون وغیرہ امراض مین مبتلا ہوئے اور کُتّے کی موت مرے اور جن حضرات نے اُسپر اعتماد و ابرام کیا اور آپ کو سچا رسول جانا وہ ایمان لائے اور دارین مین فائز المرام ہوئے۔

قولہ۔ بعضے اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ قرآن شریف بزبان عربی ترا اور فصحاء عرب کا قاعدہ ہے کہ جسوقت تاکید مضمون منظور ہوتی ہے اُسوقت قسم یاد کرتے ہین اسلئے خدا تعالیٰ نے قسمین کھائی ہین۔

اقول | چشم بداندیش تو برکندہ باد | عیب نماید ہنرش در نظر

یہ وہ عمدہ تر جواب اور سخن دلپسند ہے کہ جس سے خصوم کا بول خطا اور ناطقہ بند ہے مگر کیا کرین

اہل غنا قرابت کی قدر و منزلت کیا جانین۔ سُرمہ ہستی کی خریدار العلون کی قیمت کیا پہچانے سے

قدر اُلّو کی اُلّو جانتا ہے ۔۔۔ ہما کو چغد کب پہچانتا ہے

قولہ۔ (صفحہ ۴) کافر ایمان نہین لاتا گو ہزارون قسمین خدا تعالیٰ کھائے۔

اقول قسم تاکید کلام کیلئے ہوتی ہے اور تاکید کلام کا حصر مخاطب کی تصدیق و تکذیب پر نہین ہوتا۔ اسواسطے کہ متکلّم مخاطب کے ذہن نشین کرا دینے کا ذمّہ دار نہین بلکہ اسکا کام ہے فقط سُنا دینا یعنی حسب ضرورت ابتدائی یا طلبی یا انکاری ضرب احسن طور سے لگا دینا سے

فہم سخن گر نکند مستمع ۔۔۔ قوّت طبع از متکلم مجو

درحقیقت کافر ہی ایمان لاتا ہے عرب ایران چین و ہندوستان کفرستان تھے جون جون ایمان لائے مسلمان کہلائے۔ بقول پردہ نشین اگر کافر ایمان نہ لاتے تو مندرون کی جگہ مسجدین مسلمان کیونکر بناتے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ نورِ پُرسرور اُسی کو نظر آتا ہے جو آنکھون سے پردۂ تعصب ہٹاتا ہے۔ اور جسکا مُنہ حجاب جہالت مین مستور ہے وہ بیشک اسکا پرتو دیکھنے سے معذور ہے سے

ز آبگینہ زرد چون سازی نقاب ۔۔۔ زرد بینی جملہ نور آفتاب

بشکن آن شیشہ کبود و زرد را ۔۔۔ تا شناسی گرد راہ و مرد را

قولہ (صفحہ ۴) بانی قرآن پر کیا آفت آئی تھی کہ اُسنے کفار عرب کی پیروی کی۔ اگر خدائے محمدیہ کا یہی حال ہے تو فصحاء عرب کی طرح بُت پرستی بھی کرتا ہوگا۔

اقول۔ ناقص العقل جو چاہین بکا کرین اپنا کام تحمل اور بردباری ہے سے

اگر نادان بوحشت سخت گوید ۔۔۔ خردمندش بہ نرمی دل بجوید

مخاطبت مین محاورہ مخاطبین کی رعایت ضروری ہوتی ہے نہ اُنکے افعال کی۔

قرآن چونکہ بزبان عرب نازل ہوا اسلئے اس مین محاورات عرب کی رعایت لامحالہ ضروری ہوئی۔ سو اسی طرح عمل مین آئی۔ تاکید کی جگہ تاکید کی اور قسم کے محل پر قسم کھائی۔

اگر اہل خلاف کے نزدیک مخاطبت مین اتباع افعال بھی شرط ہے انگریزون اور یہودیون اور پارسیون کے ساتھ انگریزی عبرانی فارسی بولتے ہین وہ عشاء ربانی اور لحم قربانی کھاتے اور آگ کی عبادت وغیرہ بجا لاتے ہونگے ورنہ اتباع افعال نہ کرنیکے سبب اُنکے کلام مین عدم فصاحت اور

بے اعتباری لازم آتی ہوگی۔

نہ معلوم وید کے مصنف پر کیا آفت آئی تھی کہ اُسنے وید بنانے مین بھاٹون کی پیروی کی سُر تال علم موسیقی کی راہ لی۔ شعراء عرب و ایران کے کلام کی مانند باہم مربوط و مقفی او مقطع و مسجع نہ بنایا بلکہ آلہ وغیرہ کے مصنف کی طرح بے سروپا اور بے تکا راگ گایا۔ اور آسمان و زمین وغیرہ سب کے روبرو نیازمندانہ ماتھا ٹکایا۔ اور نمسکار کی۔

جس سے صریحًا معلوم ہوتا ہے کہ وید کا مصنف کوئی مغنی تھا اور گانے بجانیکے سوا علوم و فنون مطلق نہین جانتا تھا اور وید بھی گانی بجانی رام کہانی مبنی بر قواعد غنا ہے۔ کلام الٰہی بنا بر قواعد علوم و ہادی انام نہین۔

قولہ (صفحہ ۴) مخلوقات کی قسم کھانی ایمان ہے یا کفران درصورت اوّل کیونکر محمد صاحب نے ماسوائے اللہ کی قسم سے نہی فرمائی گویا محمد صاحب نے خلقت کو ایمان سے روکا درصورت ثانی بانی قرآن اشد مشرک ہے کہ ماسوائے خدا کی قسم کھاتا ہے۔

اقول پیشتر عرض کر چکا ہون کہ مخلوقات کی قسم کھانی ازروئے قانون مکلّفان کفران ہے کیونکہ اسمین ماسوائے اللہ کی ہیبت و عظمت کا بندون کے دل مین خیال پیدا ہو جانے کا گمان ہے وہ قدرت کاملہ و حکمت بالغہ خداوندی کہ ذرّہ ذرّہ مین نہان ہے اُنکے خیال ناقص مین نہین آتی اور انھین اشیا کو معظم جان کر پوجنے لگ جاتے ہین اور یہی شرک ہے۔ اسواسطے آنحضرت صلعم نے بجز خدا کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے۔

اور سبحانہ تعالیٰ کی ذات کہ مخلوقات کی قیودات سے پاک ہے اسکو شرائع کا مکلّف یا مقیّد جاننا اگرچہ وید والون کا عین ایمان ہے لیکن اہل حق کے نزدیک صریح کفران ہے کیونکہ وہ قادر و مختار ہے مقدور و مجبور نہین۔

قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ بظاہر معظم مخلوقات یا نافع موجودات وغیرہ کی قسم کھاتا ہے درحقیقت اپنے جاہ و جلال کا مرتبہ جتلاتا ہے کہ جن چیزون کو تم روز روشن کی مانند دیکھتے ہو اور طرح طرح کے فوائد اُن سے اُٹھاتے ہو وہ سب میری پیدا کی ہوئی ہین۔ بریں تقدیر اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کاملہ کی قسم کھائی اور مخاطبون کے سمجھانے کو کہ وہ انھی کے ذریعہ سے قدرت قادر

وصنعت صانع پہچان سکتے ہین بظاہر یہ عنوان قسم ہوا۔ ۵

اگرچہ تیر از کمان ہمی گذرد		از کماندار بیند اہل خرد

قولہ ۔ بعضے محمدی اسکا جواب یہ دیتے ہین کہ سوگند آفتاب و ماہتاب وغیرہ کہ اپنے کلام مین جو خدا تعالیٰ نے یاد کی ہو عظمت الٰہی پر دال ہے کیونکہ عظمت مخلوق برہان عظمت خالق ہے ۔

اقول ۔ واہ کیا عمدہ جواب باصواب ہے مگر یہ حسود را چہ کنم کو خود برنج درست ہے عظمت مخلوق برہان عظمت خالق اسلئے ہے کہ وہ خالق کا فعل ہے اور فعل کی صفت درحقیقت فاعل کی صفت ہے چونکہ خالق غیر محسوس اور مخلوق محسوس ہے اسواسطے بہت جلد عظمت خالق خاطر دل مین جاگزین ہوتی ہے اسلئے غیر اللہ کی قسم کہانی درست نہین ۔

قولہ (صفحہ ۵) قسم اشیاء جلیل القدر کی کہاتے ہین کہ جسکا درجہ مافوق درجہ مقسم بہ ہو ویسے حالانکہ بالا درجہ اور سبحانہ تعالیٰ درجہ ملائکہ مقربین وغیرہ بھی نہین ۔ انجیر ۔ زیتون ۔ گھوڑے وغیرہ کا توکیا ذکر ہے ۔

اقول ۔ اہل محاورہ ایسی اشیاء کی قسم بھی کہاتے ہین کہ جو ان کی مرغوبہ مطلوبہ یا مملوک ہوتی ہین حالانکہ انکا درجہ درجہ حالف کے پاسنگ بھی نہین ہوتا چنانچہ ہندو جنیو اور گنگا اور جمنا وغیرہ کی اور سکھ گوروجی کی اور گرنتھ صاحب کی اور کمہار گدہے کی اور حقہ نوش بس یعنی حقہ کی نَے کی اور عام ہندو اپنی اولاد کی اور گائے وغیرہ اموال کی قسم کہاتے ہین اور ان قسمون کا رواج بنا بر تعلیم وید ہے چنانچہ یجروید بھاشی دیانندی حصہ اول چھٹا باب منتر ۲۲ کی تفسیر مین پنڈت دیانند صاحب صفحہ ۵۲۱ مین لکھتے ہین ۔

हे (वरुण) न्याय करने वाले सभापति किये हुये न्याय में (अघन्याः) न मारने योग गौ आदि पशुओं की शपथ है (इति) इस प्रकार जो आप कहते हैं और हम लोग भी (शापामहे) शपथ करते हैं आप भी इस प्रतिज्ञा को मत छोड़िये और हम लोग भी नहीं छोड़ेंगे ॥

اے (ورن) انصاف کرنیوالے راجا کئے ہوئے انصاف مین (اگھنیا) نہ مارنیکے قابل گائے وغیرہ حیوانات کی قسم ہے (اتی) اسطرح جو آپ فرماتے ہین اور ہم لوگ بھی (شپامہے) گائے وغیرہ حیوانون کی قسم کہاتے ہین تم بھی اس عہد و اقرار کو مت چھوڑو اور ہم لوگ بھی نہین چھوڑینگے ۔

اس معاہدہ مین لفظ گو آدپشو جو درج ہے اسکی رو سے آدمی اور بھینس گھوڑے گدھے وغیرہ چوپاؤن کی اور تیتر ۔ بٹیر ۔ مرغی ۔ کونج ۔ قاز ۔ زاغ وغیرہ پرندون کی اور مچھلی وغیرہ ملچھ کی قسم جائز اور عمدہ قانون ٹھیرتی ہے کیونکہ ان مین سے مارنیکے قابل ایک بھی نہین اور انہی کی قسم راجا پرجا وغیرہ سب کھاتے ہین ۔

دھرم شاستر کے آٹھوین باب شلوک ۱۰۹ سے ۱۱۳ تک ہی کہ جس مقدمہ مین مدعی و مدعا علیہ گواہ پیش نہ کرسکین تو صحیح صحیح حال دریافت کرنیکے واسطے حلف اُٹھانا چاہئے اگلے زمانہ مین بڑے بڑے رشیون اور دیوتاؤن نے اپنے اپنے مطلب کو حلف اُٹھائے ہین ۔ وسشٹ رشی نے یونانیون کے بادشاہ کے حضور مین قسم کھائی (وسشٹ کے زمانے مین ہندوستان کا بادشاہ سکندر یونانی تھا) ادنی سے معاملے مین پنڈت جھوٹی قسم کبھی نہ کھائے کیونکہ جھوٹی قسم کھانیوالا اگلے جہان مین مارا جاتا ہے ۔ اپنے مطلب کو یا برہمن کی حفاظت وغیرہ مال و دولت کے معاملے مین کھائے تو کچھ عیب نہین (بلکہ مال ملتا ہے) برہمن کو سچ کی راجپوت کو ہتھیارون اور سواری کی ویش کو حیوانات کی جاٹ گوجر وغیرہ شودرون کو تمام گناہون کی (یعنی چوری جوئے شراب خوری زنا حرام وغیرہ کی) قسم دلاوے اور لوہے کے گولے گرم کروا کر اُٹھواوے اور اہل مقدمہ کو پانی مین ڈبواوے اور اُنکے بچون اور جورو کے سر پر الگ الگ ہاتھ دھراوے یعنی جورو کی جُدا اور بچے بچے کی قسم جُدا دلاوے ۔

اب یہ بات دو حال سے خالی نہین یا گائے گدھا بھیڑ بکری تیتر مرغی جنیو گنگا جمنا جورو بچون وغیرہ کا درجہ پرمیشور کے درجہ سے بالاتر ہے کہ اُن کی قسم اُسنے خود کھائی ہے یا بقول پردہ نشین پرمیشور اور منو وغیرہ اور راجا پرجا مذکورہ اشد مشرک ہین کہ انڈے بچے تک حیوانات کی قسم خود بھی کھاتے ہین اور دوسرون کیواسطے انکی قسم کھانے کو عمدہ قانون بتلاتے ہین اور بہر دو صورت معترض اپنے مذہبی علم سے واقف نہین کہ جو قسمین اُسکے مذہب مین شرعاً و قانوناً جائز ہین وہ ان کی ہنسی اُڑاتا ہے پس اس حیثیت سے آپکا یہ اعتراض قرآن پر نہین کیونکہ وہ مخلوق کو مخلوق کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے بلکہ وید پر ہے کیونکہ وہ درست بتلاتا ہے پس معترض نے اپنے ویدون پر آپ اعتراض کیا اور آپ ہی اُنکی ہنسی اُڑائی ۔

افسوس جنکے مذہب مین ایسی بیہودہ اور لغو قسمین قانوناً مروج ہون کہ جنکے زبان پر لانے سے بھی شرم آتی ہے وہ خباثت باطنی کے سبب قرآن شریف پر معترض ہوتے ہین اور اہل حق بوجہ قانون کی پابندی اور بحکم شرع محمدی اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا اُف نہین کرتے خون کے گھونٹ پیکر چپ ہو جاتے ہین۔ ع

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبیست	پری نہفتہ رُخ و دیو در کرشمہ و ناز

قولہ (صفحہ ۵) اشیار مذکورہ کی قسم کھانی سراسر واہیات ہے[۱]

[۱] اشیار مذکورہ سے آپکی مراد انجیر۔ زیتون۔ گھوڑا وغیرہ اشیار مرقومہ رسالہ ہین کہ جن کو آپ ناواقفی کے سبب ادنی اور حقیر جانتے ہین حالانکہ وہ ادنی اور حقیر نہین بلکہ افضل ترین میوہ جات و حیوانات ازرو ے علم نباتات و حیوانات ہین۔

انجیر تو اسلیئے کہ اسکو دوسرے میوہ جات پر ایک خصوصیت ظاہری ہے اور ایک باطنی۔ پس ظاہری یہ ہے کہ وہ غذا بھی ہے اور دوا بھی اور میوہ کا میوہ از حد لطیف سریع الہضم ملین طبع۔ سرے مواد کو بدن سے باہر پسینے کی راہ نکالتا ہے۔ اسی لیئے باوجود حرارت کےکبھی وہ تپ کو مفید پڑتا ہی۔ بلغم کو تحلیل کرتا ہے مسام کو کھولتا ہے آوازکی گرفتگی کو نافع آلات حنجرہ کو سود مند مصفی خون ہے بدن کو فربہ کرنیوالا۔ گردے اور مثانے کو سنگریزون سے پاک کرنیوالا۔ کبد و طحال کے سُدے دفع کرتے ہین بے نظیر۔ بواسیر کو دفع کرتا اور نقرس کے درد کو فائدہ بخشتا ہے۔ تعجب تر یہ کہ انجیر سب کا سب کھایا جاتا ہے۔ اس مین کوئی چیز پھینکنے کے قابل نہین ہوتی۔ قرآن شریف کی مانند سراسر مغز ہے کہ نہ گٹھلی رکھتا ہے نہ چھلکا اور نہ کوئی بیکار رگ و ریشہ کہ پھینکدیا جائے۔

نقل ہے کہ ایک شخص شہر دین صلعم کے حضور مین انجیرون کا طباق ہدیہ لایا آپ نے قبول فرماکر اُس مین سے خود بھی کھایا اور احباب کو کھلایا اور ارشاد کیا کہ یہ میوہ بہشت کے میوون کی مشابہ ہی کہ اس مین گٹھلی چھلکا وغیرہ پھینکدینے کے قابل کچھ نہین۔ حضرت امام علی موسیٰ رضا سے منقول ہے کہ ہمیشہ انجیر کا کھانا بوئے دہن کو دور کرتا ہے اور بال سیاہ کرتا اور بڑھاتا ہے فالج سے محفوظ رکھتا ہے ان سب باتون کے علاوہ یہ میوہ نہایت لطیف اور عجیب الخلقت ہے بنا بنایا لقمہ چھوٹا نہ بڑا کہ جس سے کھانیوالے کو کسی طرح کی محنت ہو یا مشقت پڑے۔ (باقی حاشیہ صفحہ ۱۸ پر دیکھو)

اقول ۔ دیکھنا کبھی آپ کے ہم مذہب لوگ نہ سُن لین ورنہ دو باتون مین سے آپ کو ایک ضرور کرنی پڑیگی۔ یا حسب اقرار خود وید شاستر کو جھوٹا اور واہیات کا ذخیرہ قرار دینا پڑیگا کیونکہ اُسنے اشیاء مذکورہ کی قسم کھانے کو عمدہ دستور بتلایا ہے اور اسی پر عملدرآمد کرنیکو آریہ بزرگون سنے واجب ٹھہرایا ہے (چنانچہ واشسٹ جی کا بیان اوپر گزرا) یا اپنے رد کو آپ ہی چاٹنا ہوگا کہ صریحاً دھرم پُستکون کے خلاف اُگلا ہے۔

یہان پر معترض کی طرح اگر ہم بھی بیہودہ سرائی کرین تو کہہ سکتے ہین کہ یہ قسمین پرمیشور خود کھاتا ہے یا کوئی رشی منی دلاتا ہے اگر خود کھاتا ہے تو کاذب ہونیکے علاوہ بڑا بے سمجھ ہے کہ کھائے

انجیر کی باطنی خصوصیتین یہ ہین کہ اہل کمال سے مشابہت کلی رکھتا ہے کیونکہ اسکا ظاہر و باطن یکسان ہے دوسرے میوون کے خلاف کہ اُنکا ظاہر یا باطن پھینکدینے کے قابل ہوتا ہے سب کا سب نہین کھایا جاتا۔ انجیر کا درخت اپنے کمال کو قبل از دعویٰ ظاہر کرتا ہے کہ پہلے پھلتا ہے پھر پتّے نکالتا ہے دوسرے درختون کے خلاف کہ وہ پہلے پتّے اور پھول نکال لیتے ہین بعد ازان اپنی صلاحیت نکالتے ہین گویا یہ درخت صفت ایثار سے موصوف ہے کہ پہلے غیر کو فائدہ پہنچاتا ہے پھر اپنی آراستگی اور فائدہ کی تدبیر کرتا ہے دوسرے درخت مطلب دار آدمیون کی طرح ہوتے ہین کہ پہلے اپنا بھلا کر لیتے ہین بعد مین دوسرے کو فائدہ بخشتے ہین۔

جسقدر خلقت کو انجیر سے فائدہ پہنچتا ہے دوسرے میوہ دار درختون سے کم پہنچتا ہے۔ اول تو یہ سال بھر مین کئی بار بار ور ہوتا ہے دوسرے اسکے پھول اور کچّے پھل۔ گوند۔ دودھ۔ پتّے۔ چھال۔ کونپل۔ شاخ۔ جڑ وغیرہ سب کام آتے ہین کوئی چیز بیکار نہین جاتی۔ آرسے اسکے پتّون کے ڈھونے اور پاتر پتّل بناتے ہین۔ عیال راعی وغیرہ دھوپ اور مینہہ مین اسکے پتّون کی چھتریان بنا لیتے ہین پیاسے مسافر وغیرہ اسکے پتّون کے ڈول بنا کر کنوئین سے پانی نکال لیتے ہین۔ اسکے پتّے لباس کا کام بھی دیتے ہین۔ اسلامی مورخین کی روایات کے موافق جب حضرت آدم کا لباس جنّتی چھین گیا تو آپنے بہشت مین اسی درخت کے پتّون سے اپنا بدن ڈھانکا تھا۔

علاوہ بران انجیر کے گوناگون فوائد کتب طب اور علم نباتات کی تشریح کی کتابون مین بالتفصیل موجود ہین جنکے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت اشرف النباتات ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسکی جامعیت کہ سب میوون کی خوبیان اسمین پائی جاتی ہین اور اسکے فوائد کثیرہ اور بے نظیری پر مطلع کرنیکے لئے قسم کھائی ہے

(باقی دیکھو صفحہ ۱۹)

وغیرہ حیوانون کی قسم کہاتا اور دلاتا ہے اور یہ نہین سوچتا کہ قسم خور کی بات قابل اعتبار نہین ہوتی اگر کوئی رشی دلاتا ہے تو اس کو پرشیور کی رچاؤن پر اعتماد نہ ہوگا یا جسوقت رشیون کو اسکی رچاؤن کا سے یعنی جہوٹی تعریفین بیان کرنے پر یقین نہ آیا تو اُنہون نے فوراً جھٹلایا اسپر پرشیور کو جو یونہی غیرت آئی تو جہٹ گاسے وغیرہ ڈھورون کی قسم کہائی پر ہمین تو ایسا بکنا ہی منظور نہین ۔

قولہ ۔ (صفحہ ۵) اگر عظمت خالق اسی پر منحصر ہے تو خدا کو لازم ہے کہ اُنکے آگے سجدہ بھی بجالاسے تاکہ اُن کی عظمت سب پر ثابت ہوجائے ۔

اور اس مناسبت کی کہ وہ انسان کی جامعیت سے رکھتا ہے رعایت فرمائی ہے اور اپنے مصنوع مین اپنی صفت صناعی کی عظمت جتلائی ہے کہ ایسا عجیب الخلقت منبع فوائد درخت بہنے ہی پیدا کیا ہے مگر جنکے منہ بڑے بڑے اور گولر ۔ اور پیپلیان اور کیت اور بیل وغیرہ ہندی میوے لگ رہے ہین اور سولی کی بھوبھیا اور بجیا کی بون لالی کی سوان کہا کہا کر عقل ماری گئی ہے وہ انجیر و زیتون کی حقیقت اور جنّتی میوونکی لذّت کیا جانین مثل مشہور ہے ع چہ داند بوزنہ لذات ادرک ۔

دیانندی بھاش مین پیپل کے درخت کی فضیلت بیشمار بیان ہوئی ہے ۔ یجروید باب ۲۱ منتر ۵۶ دیانندی بھاش صفحہ ۵۰ حصہ سوم مین ہے ۔

वढ़ती हुई नीति के साथ (सुपिप्पल) सुंदर फलों वाला पीपल वृक्ष (इंद्रिय) प्राणी के लिये (मधु) मीठा फल जैसे (पच्यते) पके वैसे पकता और

یعنی (سر سوتیا) بڑہتی ہوئی طرز کے ساتھ (سو پیلا ہا) خوبصورت پھلون والا پیپل درخت (اندرائے) جاندار کیلئے (مدہو) میٹھا پھل (پچیتے) جیسے پکے ویسے پکتا اور درست ہوتا ہے یعنی بڑی مشکل سے کھانیکے قابل ہوتا ہے ۔ بھاش مذکور کے صد ۱۱۲ حصہ سوم مین بشرح منتر ۱۱ کے لکھا ہے ۔

(पचेतेः) पच्छे प्रकार पाकों से (वायुः) पवन (शागैः) काटने के ढब से — (आसीतग्रीवः) काली चोटियों वाला अग्नि (धमसैः) मेघों से (न्यग्रोधः) वट वृक्ष (वृध्या) उन्नति के साथ (शालमालः) सेंवर वृक्ष (वा) तुमको (सवतु) पाले

اچھی طرح کی پختگیون سے ہوا کاٹنے کے ڈھب سے کالی چوٹیون والا اگنی بادلون سے بڑہ کا درخت

(باقی دیکھو صفحہ ۲۰)

اقول - اللہ تعالیٰ ان چیزون کی عظمت ظاہر کرکے اپنی عظمت ثابت کرتا ہے کیونکہ وہ اسکی مخلوق ہین اور مخلوق کی عظمت خالق کی عظمت پر دال ہے کہ جن اشیاء کی خلقت اور اصل حقیقت کی دریافت سے تم عاجز ہو وہ سب میری پیدا کی ہوئی ہین - پس انسان اگر اللہ تعالیٰ کے ماسوا کی قسم کھائے تو عظمت خداوندی سے منحرف اور غیر کی عظمت کا معتقد کہلائیگا - اسواسطے غیر خالق کی قسم کھانی انسان کو وبال جان ہے اور اللہ تعالیٰ کہ سب کا مالک و متصرف ہے مقدور و مجبور نہین - اور قسم کے لباس مین حکمت عملی کو بطور حجت عقلی کے پیش کرتا ہے اسکو قسم کھانی درست ہے کیونکہ خالق و مخلوق کا قادر و مقدور کا حاکم و محکوم کا حکم ایک نہین ہوتا پس اللہ تعالیٰ کی قسمون کو انسان کی قسمون

خیر کے ساتھ سینبل کا درخت تجکو پالے -

اور یہ بھی اسی مین ہے (دیوئی) بجلی کی طرح روشن (دھوتی پرنہ) چمکتے ہوئے سنہری پتون والا (مدھو شاکھا) میٹھی شاخون والا (سوپیلا) خوبصورت پیپلیون والا (دیوہ) پیپل دیو عمدہ گن دینے والا (ونسپتی) بن کا مالک سورج کی کرنون مین جل پہونچاکر کرنون کی حفاظت کرنیوالا (دیوم) عمدہ گن والے (اندرم) ابر کو (اوردھین) بڑھاوے (اگرین) بہت اونچا لنبا ہونے سے (دیوم) سورج کو - (اسپرشن) چھوئے (انترکش) آکاش کو (بھومی) اور زمین کو (آدیہمت) خوب دھارن کرے - (وسبودھین) کل عالم کے (وسودنے) دھن دینے والا جیو کیلئے پیدا ہووے - پس پیپل کیا ہے زندون کی غذا مُردون اور سورج کی کرنون کو جل پہونچانیکا ذریعہ جنگلات کا مالک و محافظ ہے اسی خیال سے سچے آریہ اسکو جل دیتے اور مُردون کے نام کی گٹھریان اُسکی شاخون کے ساتھ آویزان کرتے ہین اور بہر صورت ظاہر ہے کہ قدیم آریون کی گزران بڑ بٹون اور سینبلون اور پیپلیون پر تھی انہی کو اوڑھتے بچھاتے اور پکاتے کھاتے اور اسی صفت کی نعمت کے گیت گاتے تھے -

زیتون کا درخت بھی اسم بامسمیٰ ہے اور جامع فوائد ہے - اسکے ظاہری فوائد یہ ہین کہ اسکے پھل کو سرکہ مین آچار بنا کر کھانا معدے کو قوت دیتا ہے بھوک بڑھاتا ہے دوا بھی ہے غذا بھی ہے زیتون کا کھانا طبع کو مسرت بخشتا ہے مقوی باہ و مسمن بدن بھی ہے اگر اسکی گٹھلی کا مغز چربی اور آٹے مین ملا کر کوڑھی کے بدن پر مالش کرین تو جذام کو دفع کرتا ہے اگر اسکے شیرہ کا فرزجہ عورت لیوے تو بچہ دان کا ہستا موقوف ہو جاتا ہے اگر نمک اور پانی مین اسکا پھل ملا کر غرغرہ کرین تو دانتون کی

پرخیال کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

قولہ (صفحہ ۱۰) قرآن مجید کے جملہ فقرات قسمیہ صریح دال ہیں کہ قرآن محمدؐ صاحب کا بنایا ہوا ہے۔

اقول۔ ناظرین صولت ہند کے صفحہ ۱۷۵ کی یہ وہی سطر ہے کہ جو یہیں منوال ہے (واللہ جملہ فقرات قسمیہ صریح دال اند کہ قرآن ساختہ و پرداختہ محمد است) جس سے منشی صاحب کا اول قسم خور ہونا بعد از قسم خور ہونیکی وجہ سے غیر معتبر ہونا انہی کے کلام کے موافق ثابت ہوتا ہے۔ پس ان کے نزدیک جبکہ قسم خور کا قول قابل حجت نہیں تو یہاں پر اسکا پیش کرنا فضول ہے۔ دوسرے منشی جی کو اعتراض سے بچانیکے واسطے پردہ نشین نے جھٹ فقرہ قسمیہ اڑا دیا اور وہاں مسروقہ ہضم کرنیکی نیت سے فقرہ

جڑون کو مضبوط کرتا ہے باقی جو کچھ فوائد انجیر میں ہیں وہ بھی اس میں پائے جاتے ہیں علاوہ ازین زیتون کا فائدہ سالہا سال تک باقی رہتا ہے اسکے پھل کو جو کچھ کچے جھڑتے ہیں انکا تیل بنتا ہے اسکو طبیب لوگ زیت الانفاق کہتے ہیں وہ چراغوں قندیلوں وغیرہ میں جلانے کے کام آتا ہے اسکی روشنی نہایت صاف اور لطیف ہوتی ہے جو شفافی اسکی روشنی میں ہوتی ہے وہ سرسوں وغیرہ کے تیل میں نہیں ہوتی اور جو پختہ پھل گرتے ہیں انکا تیل بھی نکالتے ہیں اسکا نام زیت الطیب ہے کہ از حد صاف اور نہایت شفاف اور خوشبودار ہوتا ہے بالوں کو سیاہ کرتا ہے قولنج کے درد اور انتڑیوں کے سدے دفع کرتے ہیں اور اسہال کے حق میں ارنڈی کے تیل کی خصوصیت رکھتا ہے مالشرا و ضمادا کے باب میں روغن گل کی مانند ہے اور شری وجمرہ و قوباد صداع و وردنقرس و وجع مفاصل و سبل اور رطوبت غلیظ کو کہ پلکوں میں پہنچتی ہے نہایت مفید ہے اگر بچھو کے کاٹے پر لگائیں تو بہت جلدی درد کو ساکن کرتا ہے۔ زیتون کی کونپلوں کا ساگ پکتا ہے گانڈلوں کی بھجیا اور بتر کاری بہت عمدہ بنتی ہے۔ زیتون کی لکڑی کی تسبیح تختی۔ لاٹھی۔ کنگھی وغیرہ صدہا اشیا رینتی اور جلقت کے کام آتی ہیں غرضیکہ اسکے پھول پھل کچے اور پکے گٹھلی کے بیج پتے اور ٹہنیاں وغیرہ سب چیز کام آتی ہے کوئی بیکار نہیں جاتی۔

زیتون کی باطنی خصوصیتیں یہ ہیں کہ جب اسکا تیل جلتا ہے تو کمال نورانیت اور چمک پیدا کرتا ہے اسی وجہ سے اہل کمال کے ساتھ اسکو زیادہ نسبت ہے کہ جب وہ اپنی حیات کے پھل کو ریاضت کی کٹھالی میں گلا کر روح کے لطیف کرنے میں کوشش کرکے بہت کچھ رقت و لطافت پیدا کر لیتے ہیں اس وقت بڑی

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

آخر کو کہ فارسی تھا اردو کردیا تاکہ شعر اغ نہ چلے ع چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد +
قرآن شریف آنحضرت صلعم کا بنایا ہوا نہین کلام الٰہی ہے اسلیئے کہ آن سرور دین مین شاعری کا مادہ
بالکل نہین تھا اسی وجہ سے آپ شعر کی موزونی و غیر موزونی کبھی معلوم نہین کرسکتے تھے معالم التنزیل
مطبوعہ صفحہ ۳۱۴ مین حضرت حسن سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تمثیلاً یہ مصرعہ کہا ع
کفی بالاسلام والشیب للمرء ناهیا + اسوقت حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ
شاعر نے تو یون کہا ہے ع کفی الشیب والاسلام للمرء ناهیا + علی ہذا حضرت عائشہ رضؓ سے
روایت ہے کہ ایک دن پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اخی بن قیس کے اس شعر سے کسی بات مین

روشنی اور نورانیت حاصل ہوتی ہے اور یا وجود اس بات کے زیتون کا تیل دھوئین کی سیاہی سے
ارواح کاملہ کی مانند اور پُرنور ہوتا ہے بخلاف دوسرے تیلون کے کہ وہ باطل کی ریاضت کرنیوالون
کی طرح دھوئین سیاہی سے پُر ہوتے ہین اور یہ بھی ہے کہ اہل فکر و استدلال کے ساتھ بخوبی مناسبت
رکھتا ہے کہ معلومات کے احوال کو فکر کی قوت مین لگاتے اور اوٹھاتے ہین تاکہ روشنی اور چمک پیدا
کرے اور چیزون کی حقیقت دریافت کرنے کو چراغ کی روشنی کی طرح کام مین لائین - زیتون کو قرآن
شریف کے لفظون سے بھی مناسبت ہے کہ جسوقت قرآن کے لفظون کی آمیزش کو اسکے معنون
سے علیحدہ کرین تو حقائق انوار الٰہی کی آب و تاب دکھاتا ہے اور یہ بھی ہے کہ تمام دنیا کے درختون
سے زیتون کی عمر زیادہ ہوتی ہے فلسطین شام مین زیتون کے درخت سکندر یونانی کے ہمراہیون کے
ہاتھ کے لگائے ہوئے ابتک موجود ہین اور وہ اسوقت لگائے گئے تھے جب سکندر یونانی ہندوستان
کی طرف آیا تھا یعنی واسشٹ رشی کے وقت کے ہین پس ہر درخت کی عمر آجتک عرصہ ڈھائی ہزار سال سے
زیادہ ہوتی ہے اور یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زیتون کیواسطے برکت کی دعا کی قرآن شریف
مین اللہ تعالیٰ نے اسکا نام شجرہ مبارک بیان فرمایا۔ یہ بھی ہے کہ اسکی پیدائش جگہ زیادہ تر ملک شام ہی
جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ لوگون کی انبیاء و اولیاء کی بود و باش کا مقام ہے - یہ بھی ہے کہ اسی درخت
کے درمیان حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور پہاڑ پر نورانی شعلون کو آگ کی مانند چمکتے دیکھا تھا
گویا یہ محل انوار تجلیات بھی ہے -
الحاصل زیتون کہ ظاہری فوائد کے ساتھ باطنی نورانیت وغیرہ بھی رکھتا ہے اور کمالات انسانی سے اسکو

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

تمثیل وی ہے

سَتُبْدِیْ لَکَ الْاَیَّامُ مَا کُنْتَ جَاهِلًا	وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ لَمْ یُزَوَّدُ

تو آنجناب کی زبان مبارک سے مصرعہ آخری یون نکلا وَیَاْتِیْکَ مَنْ لَمْ یُزَوَّدُ بِالْاَخْبَارِ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مصرعہ یون نہین ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا مین شاعر ہون اور نہ شاعری میری شان ہے بلکہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ ترجمہ نہ ہمنے آپ کو شاعری سکھائی اور نہ وہ آپکے شایان ہے۔

پس آپ اُمّی ہوکر قرآن شریف جیسی جامع العلوم والفنون منبع فصاحت و بلاغت سرچشمہ حکمت

مناسبت بہت کچھ ہو اسواسطے ہر ایک تیل اور میوہ دار درخت سے افضل اور مظہر قدرت قادر ہے مگر نیم کا تیل جلانے والے اور نمولیان کھانیوالے اور نیم کی پتیان چابنے والے اور پسوان باندھنے والے سوم لتا اور بھنگ بوزے رچرس۔ چنڈو کے روبرو زیتون کی خوبیان کیا سمجھین اور انکو زیتون کے فوائد سُنانا ایسا ہے کہ جیسا اندھے کی راہ مین چراغ جلاتا۔ یا بھینس کے روبرو بین بجاتا۔

پس اللہ تعالیٰ نے زیتون کی خوبیون کو اور حقیقت صنعت کو قرآن مین قسم کے پیرایہ مین ظاہر کیا یعنی صحیفہ قانون قدرت کے بدیہیات کو امر شریعت کے دقائق حل کرنیکے واسطے شاہد کے طور پر قسم کے لباس مین ظاہر کیا ہے تاکہ اُسکے طالب قول و فعل مین توافق و تطابق پاکر بخوبی سمجھ لین کہ جسکے یہ افعال ہین بیشک اُسی کے یہ اقوال ہین۔ اسکے علاوہ تین اور زیتون اس پہاڑ کا نام ہے جسپر موسیٰ علیہ السلام کو یہ الہام ہوا تھا کہ تیرے بھائیون مین سے تیری مانند مین ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُسکے مُنہ مین ڈالونگا اور نیز موسیٰ علیہ السلام پہ یہ بھی نازل ہوا تھا کہ خدا وند فاران پر جلوہ گر ہوا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام سے یہودیون نے دریافت کیا تھا کہ کیا تو وہ نبی یعنی محمد صلعم ہے۔ اُنھون نے فرمایا نہین وہ آنیوالے ہین اور مین اُنکا بشیر ہون۔

پس اس صورت مین اللہ تعالیٰ یہودیون کو قسم کے پیرایہ مین ظاہر کرتا ہے کہ جسکی شان مین زیتون اور تین پہاڑ پر پیشینگوئی کی گئی تھی وہ حضرت محمدؐ ہین افسوس کہ باوجود تین اور زیتون کے موجود ہونیکے تم اس عہدہ کو بالکل فراموش ہوگئے اور حضرت محمدؐ کی شان مین بے باکانہ چون چرا کرتے ہو جو کہ علماء کی شان سے بعید ہے۔

گھوڑا تمام حیوانات مین بڑی بڑی خوبیون سے بھرپور اور اعلیٰ اعلیٰ شرافتون سے مشرف و ممتاز ہے اور ایسا بے بہا کہ اسکی قیمت کی کوئی حد نہین اور ایسا سرکش اور قوی کہ جسکی ہٹ عالم مین مشہور ہے۔ (باقی صفحہ ۲۴ پر)

ہدایت حجیم وضخیم کتاب کیونکر بنا سکتے تھے بالخصوص ایسی بےمثل اور بےنظیر کہ جسکی نظیر ومثل لانے سے
جن ۔ ملائک ۔ انسان روحانی وغیرہ جملہ مخلوقات عاجز ہون اور ہر بات مین وہ سب پر فوق لیجائے
جو اثر توراۃ وغیرہ الہامی نوشتون اور ویدون اور شاستر سے آجتک نہین ہو سکا وہ کل عالم مین
عرصہ ۲۳ سال کے اندر پھیلاوے ۔

سنسکرت مین گھوڑے کو اسو فارسی مین اسپ ہندی مین اسپ عربی مین اشہب کہتے ہین باعتبار رنگ اور
تیز رفتاری کے کہ شہاب کی طرح صاف روشن اور خوش رفتار ہے اسکا نام اشہب ہوا ۔
ایک قسم کے گھوڑے کو دلیر کہتے ہین جسوقت وہ گر جاتا یا سرکشی پر آتا ہے سوار کا پیر پکڑ کر گرا دیتا ہے اگر اپنی
ہشیاری سے سوار نہ گرے تو بیٹھکر یا پشتنگ چلا کر یا آگا اُبھار کر غرضیکہ ہر صورت گرا دیتا ہے اسکے چہرے پر خونی
آثار نمایان ہوتے ہین ۔ اسکے علاوہ ایک قسم کے اور گھوڑے خاص ہین کہ پانیون مین تیرتے ہین اور خشکی مین
دوڑتے ہین مرکب کے مرکب حمال کے حمال ۔ گھر کی زینت اور تجارت کا اسباب اسکی ذاتی خوبیان سلوتری
کتابین مطالعہ کرنے پر منحصر ہین اور روئے مذہب بید کے بقول مہی دھر سرگ باشی گھوڑا بیجان کی عورت کیواسطے
آبحیات کا چشمہ ہر مہی دھر بھاش مطبوعہ کلکتہ بشرح یجر باب ۲۳ منتر ۲۰ و ۲۱ ۔
اسومیدہ یگ بغیر گھوڑے کے ہو نہین سکتا ۔ رگوید وغیرہ مین ایک ہزار منتر گھوڑے کی تعریف مین خود پرمیشور
نے گائے ہین آریہ بزرگان اسکی قربانی کو اعلیٰ درجہ کی عبادت جانتے تھے دیکھو کتب تواریخ مروجہ مدارس
سرکاری اور مہابھارت وغیرہ ہندوؤن کے پران ملاحظہ ہون ۔ خود یجروید کے منتر ۳۶ و ۳۷ میں پرمیشور
فرماتا ہے کہ گھوڑا ایسی عمدہ و مقدس قربانی کی چیز ہے کہ اسکے کچے اور پکے گوشت کو اور سر کے
مغز کو دیکھکر دیوتا بڑے خوش ہوتے ہین اور گوشت بھننے کی خوشبو سونگھ سونگھ کر مارے خوشی کے پھولے
نہین سماتے اور باچھین چیر چیر ہاتھ پھیلا پھیلا کہتے ہین کہ کب ہوم ہوگا (دیکھو وید اور قرآن کا مقابلہ مولفہ
خاکسار) افسوس پردہ نشین اپنی ناواقفی کے سبب ایسی مقدس چیز کو ادنیٰ خیال کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسکی
قسم جو کھائی تو یہ ظاہر کیا کہ ایسا سرکش جانور کہ تمام خوبیون کا سرچشمہ اور قربانی اور یگ کے قابل شہاب کے
مانند تیز رو ان ہے پیدا کیا اور تمہارا رام بنایا ۔
پس اس صورت مین اللہ تعالیٰ نے اپنی صنعت کاملہ کی قسم کھائی مگر نادان آدمی نہ سمجھین تو کیا کیا جاوے ۔
اہل حق کا کام تو سمجھانا ہی نہ ذہن نشین کرانا ؎ بر رسولان بلاغ باشد و بس ✤ ۱۲

بھلا اس عالمگیر ہدایت کے دفتر کو کوئی ذی روح بنا سکتا ہے یا اسکے مقابل کچھ کہہ سکتا ہے ہرگز نہین۔ پردہ نشین جیسے جاہل ناحق افترا پردازیان کرتے ہین۔

اگر انکے فہم ناقص مین یہی سمایا ہوا ہے کہ قرآن آن سرور دین کا بنایا ہوا ہی تو یہ لوگ بھی آخر انسان ہی ہین ذرا پادریون سمیت مل جل کر ہمت کرین پشن اور سماج کی کارروائیون مین جو لاکھون روپیہ خراب کرتے ہین اور جھوٹے الزام لگاکر ناحق دوزخ کے کندے بنتے ہین اس مین کیا فائدہ ایک آدہ سورۃ یا ایک دو ورق عربی عبارت قرآن شریف کی مثل بناکر مسلمانون کو ملزم ٹھہرادین کہ جو تیرہ سو برس سے تمہارا دعوی چلا آتا تھا اس کا جواب شافی یہ ہے تاکہ آریے وغیرہ مفتری اپنے دعوی مین سچے سمجھے جائین اور اگر اسکی مثل نہ لاسکے تو پھر انکے مفسد و مفتری ہونے مین کیا شک ہے

آپکے گورو دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش مین لکھا ہے "بھلا یہ کوئی بات ہے کہ اسکی مانند کوئی سورۃ نہ بنے کیا اکبر بادشاہ کیوقت مولوی فیضی نے بنا نقطے کا قرآن نہین بنالیا تھا"

مگر کیا کہین پنڈت جی نے اپنے بھولے پن سے جسکو قرآن خیال کیا وہ بھی قرآن مجید کی تفسیر ہی نکلی اور خوبی یہ کہ اس مین لکھا ہے قرآن مجید چونکہ ایک بے مثل کتاب ہے اسواسطے مین نے بھی اسکی یہ تفسیر صنعت عجیبہ مین بے نظیر بنائی ہے کہ قرآن شریف کی رونق بڑھے کیونکہ روئے زیبا کو اطلس دیبا ہی زینت بخش ہوتا ہے نہ دری اور ٹاٹ۔

پھر قرآن شریف کے بے نظیر ہونے کو فیضی نے بڑے زور سے ثابت کیا ہے اور اسکا مقابلہ کرنیوالون کو مفسد کم عقل وہمی عنادی حسادوغیرہ لفظون سے یاد کیا ہے دیکھو اس کی اصل عبارت۔

(وَاِنْ كُنْتُمْ) طَلَاعَ اَهْلَ الْحَرَمِ (فِيْ رَيْبٍ) اِعْوَادٍ وَوَهْمٍ وَعَدَمِ عِلْمٍ

لِرُسَالِهٖ صَلْعَمَ لِحُوْلِ اَعْلَامِكُمْ وَعَدَمِ صُدُوْرِكُمْ (مِمَّا) هُوَ مَوْصُوْلٌ

(نَزَّلْنَا) وَهُوَ الْاِرْسَالُ سَهْمًا سَهْمًا وَكَلَامًا كَلَامًا لِمَا وَهُوَ مَا هُوَ كَلَامُ اللّٰهِ

وَمُرْسَلُهٗ وَالْاِرْسَالُ كُلُّهٗ مَعًا كَالطِّرْسِ الْاَوَّلِ (عَلٰى عَبْدِنَا) مُحَمَّدٍ

رسول الله صلعم واصله اسم لكل مملوك له روع ودرك وهو
احمد الاسماء له صلعم (فاتوا بسورة) هلموا امصل سور لاوساطها
وطوالها (من مثله) عدل ما ارسل مدلولا واداء واحكاما وحكما و
علوما ومعاده محمد صلعم والاول اصح (وادعوا) ادعوا واوردوا
(شهداءكم) العدول لسداد دعواكم (من دون الله) سواه
(ان كنتم) اهل الورع (صادقين) كلاما والحاصل لو صح دعواكم كما
هو موهوم لكم سددوا كلامكم — ترجمہ اور حرم کے مفسد و عقول کے چکر کھائے
اور سینون کی کجی کے سبب (اگر ہو تم شبہ اور وہم مین) اور رسول اللہ کے مرسل ہونے کی لاعلمی مین
(اُس چیز مین کہ جسکو ہمنے اُتارا ہے) تنزیل حصہ حصہ اور کلام کلام کرکے بھیجنے کو کہتے ہین اسلئے
نزّلنا کہا کہ ان کو وہم تھا کہ قرآن خدا کا کلام اور اسکا بھیجا ہوا نہین اگر ہوتا تو پہلے صحیفون کی مانند
یکبارگی بھیجتا (اپنے بندے محمد پر) اصل مین عبد اُس مملوک کا نام ہے جس مین خوف اور فہمید کا
مادہ ہو اور آپکے لئے یہ بڑا عمدہ و اولیٰ نام ہے (پس لے آؤ کوئی سورت) چھوٹی ہو یا متوسط لمبی
نہ ہو۔ یعنی جو بھیجے ہوئے کلام سے مدلول او معانی اور ادائے مطلب اور احکام اور حکمتون
اور علوم کی جہت سے مشابہ ہو یا (مثل اسکی) مثلہ کی ضمیر کا معاد اور مرجع محمد صلعم بھی ہو سکتے
ہین لیکن صورت اولیٰ نہایت اولیٰ ہے (اور بلالاؤ) قصد کرو اور وارد کرو (اپنے گواہون کو)
یعنی عادلون کو اپنے دعوے کی تائید کیواسطے ایسے گواہ کہ (خدا کے سوا ہین) او جھوٹے لوگو
اگر تم اپنے دعوے مین سچے ہو۔
حاصل یہ کہ اگر تمہارا دعویٰ صحیح ہے جیسے کہ تمہارے کلام کا مطلب اور نیز تمہارا وہم ہے تو
تم اپنے دعوے کی تصحیح و تصدیق و تائید کیواسطے عدول لاؤ۔

البتہ وید کے منتر منتر سے ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وید کسی ہندی بھاٹ وغیرہ کا بنایا ہوا ہے چنانچہ
اس مین بجز پھو نکنے جلانے اور بے تعداد نمسکارون اور بیجا مبالغون اور جھوٹی تعریفون اور فضول
ذکرون کے روحانی وجسمانی تعلیم کچھ بھی نہین۔ نہ معلوم آریے اسکو کس طرح خدا کا کلام گنتے ہین
اور منبع علوم و فنون شمار کرتے ہین۔

قولہ۔ ربع سوم مشکات مین ہے کہ محمد صاحب نے اپنے والد کی قسم کھائی۔

اقول۔ یہ پردہ نشین کا محض افترا ہے کہ آنحضرت نے اپنے والد کی قسم کھائی اسلئے کہ حدیث
ابوداؤد مین یہ کلمات واقع ہین اَفْلَحَ وَاَبِیْہِ اِنْ صَدَقَ۔ ترجمہ۔ نجات پائی اُسنے قسم ہے
اُسکے باپ کی اگر سچا ہے تو لفظ اَبْ جسکی طرف مضاف ہے وہ غائب کی ضمیر ہے منشی اندرمن نے
ازراہ جہل مرکب ضمیر غائب کا ترجمہ بہ لفظ متکلم کیا۔ اور پردہ نشین نے آپکی علمیت کے بھروسے پر
تقلیداً مکھی پر مکھی ماردی۔ علیٰ ہذا مشکوٰۃ کو مشکات بغیر واؤ لکھنا بھی آپ کی لاعلمی پر دال ہے۔ پھر
افسوس اس لیاقت پر کہ مشکوٰۃ اور مشکات کی تمیز نہین اور فقرات قسمیہ پر رائے دیتے ہین۔
اسکا جواب اوّل تو مظاہر الحق سے آپنے خود ہی نقل کرلیا ہے کہ یہ قسم رسول صلعم کی زبان مبارک
سے بیقصد برآمد ہوئی تھی۔ دوسرا یہ کہ قبل از ورود نہی قسم غیر خدا سے صادر ہوئی تھی۔ تیسرا یہ کہ
جس طرح حرفِ ندا زائد متکلم کی زبان سے اثنار کلام مین واقع ہوا کرتا ہے اور اُس سے پکارنا
یا مخاطب کرنا مقصود نہین ہوتا کیونکہ مخاطب موجود اور متوجہ بکلام ہوتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے اثنار کلام مین لفظ وَاَبِیْہِ زائد واقع ہوا تھا درحقیقت وہ قسم ہی نہین تھی۔

قولہ۔ ملا جلال الدین اخلاق جلالی کے لمعہ چہارم مین لکھتے ہین کہ بکلی از سوگند خواہ راست باشد
خواہ دروغ نہی کنند چہ سوگند از ہمہ کس قبیح است۔

اقول۔ اوّل تو یہ ملا جلال الدین کا قول ہے کہ بموجودگی قرآن کے اس سے استدلال باطل ہے
دوسرے اسکا مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت قسم کھانیکی عادت نکرے ایسا نہو کہ حسب عادت جھوٹ بھی
بھی منہ سے نکل جائے اور گنہگار ہووے یہ نہین کہ حق بات یا صداقت کے اظہار کے وقت
یا مخالفین کو ذلیل کرنے کے واسطے یا مقدمات مین گواہ نہ پائے جانے کی حالت مین بھی قسم نہ کھاوے
بلکہ ایسے مقامات مین تو ضروریات سے ہے۔ اسی لئے حکام وقت بھی اہل مقدمہ کو حلف پر ڈگریان

دیتے ہین اور وید والون کا تو کیا کہنا کہ باوجود رشی مُنی ہونے کے گائے بھینس بھیڑ بکری مرغی گدھی جورو بچون کی قسمین کھایا کرتے اور دلوایا کرتے تھے اس کی تصدیق وید شاستر سے اوپر گذری آنجناب ناواقفی سے جو چاہین بکا کرین ۔

قولہ ۔ ابو الفضل مین لکھا ہے کہ سوگند خور نباشد سوگند خوردن خود را بدروغ گوئی متہم داشتن است و مخاطب را بہ بدگمانی نسبت دادن ۔

اقول ۔ اوّل تو یہ بھی مذہبی اسلامی کتاب نہین کہ قابل استدلال ہو آنجناب ناواقفی کے سبب پیش کرتے ہین ۔ دوسرے اسکا مطلب یہ ہے کہ انسان سوگند خور یعنی حلاّف نہ بنے کیونکہ یہ پیشہ شرعاً ناجائز ہے ۔

قولہ ۔ آپ ہی خدا نے قرآن مین قسمین کھائین اور آپ ہی لکھا کہ قسم کھانے والے کا اعتبار نہ کر پھر قسم توڑنے کی اجازت دی پھر استحکام کی ترغیب لائی غرضیکہ خدائے محمدیہ کے گوناگون متناقض خیالات ہین ۔ اگر محمدیون کے اقوال و افعال مختلف ہون تو کیا عجب ۔

اقول ۔ قدر زر زرگر شناسد قدر جوہر جوہری ۔ ماہران قرآن خوب جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک قسم کا موقع و محل قرآن مین جُدا جُدا بیان کردیا ہے ۔

چنانچہ جہان قسمین کھائی ہین وہان بغرض اثبات توحید و عظمتِ خود و امر رسالت و اظہار حق قسم کے پیرایہ مین قانونِ قدرت کو شہادتًا پیش کیا ہے ۔

جھوٹی اور غیر خدا کی اور لغو قسم کھانے سے منع فرمایا کہ اس سے عظمتِ خداوندی مین فرق آتا اور حالف کے دل مین شرک فی العلم پیدا ہو جاتا ہے کہ غیر عالم کو شاہدِ حال قرار دیتا ہے ۔

اُن قسمون کے توڑنے کی اجازت دی کہ جنسے حلال شے حرام ٹھہرتی یا حرام چیز حلال قرار پاتی ہے کہ اس مین احکام شرائع کا ابطال لازم آتا ہے ۔

اُن قسمون کے استحکام کی ترغیب لائی جو خاص صورت کیلئے وقوع مین آتی ہین اور پوری کرنیکے قابل ہین ۔ گائے اور گدھے وغیرہ کی قسم کھانے والون کی قسم کا اعتبار نہ کرنیکا حکم دیا ۔

مگر پردہ نشین کی عجب عقل و فراست ہے یا وہ کودہی کی عادت ہے کہ جملہ اقسام کو بلا تشریح مقام و محل و تفصیل صورت خاص قرآن سے ثابت بتلا کر جھٹ اُسپر یہ اعتراض جڑ دیا کہ خدا نے

محمدیہ کے متناقض خیالات ہین الخ) بقول شخصے ؎ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا ۔ علم قرآن سے تو خود ماہر نہین اور خدائے قدوس کے متناقض خیالات بتلاتے ہین اور بلا وجہ مسلمانون کو ملزم ٹھیراتے ہین۔

بھلا صاحب! تناقض کسکو کہتے ہین؟ کیا مطلق اختلاف صورت یا اختلاف محل کا نام تناقض ہے؟ اگر ہم یہ کہین کہ پرمیشور تستیم نامہ کے مولف سے خوش نہین اور اسکے محبین سے راضی ہے تو کیا اسکو تناقض کہینگے؟ ہرگز نہین۔ مگر ان اصول کا سمجھنا اُسی کا کام ہے جو علوم عقلیہ سے واقف ہو بیچارے گرہون کا اُٹن کھانے والے اور مُردون پر گڑ بجوا نینے والے کیا جانین۔

قولہ - الغرض اب ہم سب آیات متعلقہ قسم قرآن سے نقل کرکے معہ حوالہ سورہ و سپارہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

اقول - اُردو عبارت متفرق مقامات سے بلا رعایت تقدم و تاخر نقل کرکے اسپر اعادہ اعتراضات مذکورہ بالا کرنا طول فضول ہے - اگر اہل علم ہین تو مرد میدان بنین - ایک چھوٹی سی سورت کے برابر کچھ عربی عبارت قرآن شریف کے مقابل بنالائین - یا کسی عبارت پر عالمانہ اعتراض کرین تاکہ آپکی قابلیت سب پر عیان ہو - ادہر سے بھی دندان شکن جواب دیا جاوے - بقول شخصے ؎ گھر مین نہ کپاس جولاہے سے لٹھم لٹھا -

اُردو بولنا آتا نہین اندمین کی عبارتین چورا چورا نام حاصل کرنا اور دل کے بخارات نکالنا چاہتے ہین - جائے حیرت ہے -

چونکہ ہر ایک اعتراض کا تحقیقی و الزامی جواب نہایت مدلل اور باصواب پیشتر عرض کرچکا ہون اور نیز بحکم آنکہ ؎

چو یکبار گفتی مگو باز پس ۔ کہ حلوا چو یکبار خوردند و بس

اعادہ غیر مناسب معلوم ہوتا ہے اور بھی جبکہ مجیب رسالہ کی اصل ہی فاسد و باطل ہے تو فرع کا بطلان خود ہی حاصل ہے ع وَمَنْ نَّبَاتُ الْاَرْضِ مِنْ كَرَمِ الْبَذْرِ -

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

یا الٰہی یا الٰہی یا الٰہ
بیکسون کی ہے توہی جائے پناہ

کون تجھسا ہے کریم و مہربان
جسکے در پر مین کرون آہ و فغان

نفس اور شیطان سے ہون گم کردہ راہ
راہ سے پھرتا ہون بھٹکا روسیاہ

از رہِ اکرام و بندہ پروری
دستگیری کر مری اور رہبری

حال میرا تجھ پہ ہے سب کچھ عیان
کچھ نہین حاجت کرون اسکا بیان

لیگئی ہے ظلمتِ کذب و دروغ
خانۂ دل سے بصیرت کا فروغ

کاسۂ سر ہے رعونت سے بھرا
خیر و شر مطلق نہین ہے سوجھتا

بے گناہ مجھ پہ نہ گذری اک گھڑی
دل سے طاعت ہی نکوئی بن پڑی

سیکڑون کے روز چومے آستان
در پہ تیرے ہی نہ پہنچا جاودان

بختِ خوابیدہ کی صورت سالہا
بیخود و مدہوش سوتا ہی رہا

آہ رحلت کی گھڑی آنکھین کھلین
ساز و سامانِ سفر پلّے نہین

لینے سودا جائے سودائی کہان
پینٹھ اجڑی لدگیا ہے کاروان

ہے ہوا و حرص کا دل پر وبال
شستہ ہین مرغِ نفس کے پر و بال

کھولدے یارب تو اسکے بال و پر
تاکہ پہونچے منزلِ مقصود پر

آس ہے دریائے عصیان مین تری
جبکہ ڈانوان ڈول ہے کشتی مری

غیب سے دے بھیج رحمت کی ہوا
تاکہ دم مین پار ہو بیڑا مرا

نقدِ عمر و صحتِ تن لاکلام
اپنے ہاتھون کھو دئے مینے تمام

آتشِ کفران سے خرمن جل گیا
دانہ نیکی کا نہین باقی رہا

یاس و حسرت مین مری سب زندگی
دود کی مانند غائب ہوگئی

سوزشِ غم سے بدن کی ہڈیان
جلتی مین گھل گھل کے مثلِ شمع یہان

ہوتے ہی پیدا مین مرجاتا اگر
تو نہ جھکتی بارِ عصیان سے کمر

جہل اور وحشت مین باحالِ تباہ
عمر سب گذری ہے میری یا الٰہ

تیری مرضی کے مطابق بالیقین — ایک نیکی میرے دامن مین نہین
نامہ بدیون سے ہوا کالا تمام — فکر مین کاتب پڑے جو ہین کرام
پرخطا و پرجفا و سنگدل — خبثِ باطن سے مرے شیطان خجل
رُوسیاہ و سفید و چشم تر — پُرخطا و شرمسار و خیرہ سر
تیرا بندہ آ کھڑا ہے تیرے حضور — دور سے مت کر اسے تو دور دور
اپنی رحمت کا نہ رُخ مجھ سے چھپا — اور مخاطب ہو کے سُن میری دعا
میری بدیان یا الٰہ العٰلمین — درحقیقت عفو کے قابل نہین
ہون سراپا مین سزاوار سزا — مستحقِ نار در روزِ جزا
تیری رحمت سے لگی ہے یہ اُمید — دم مین ہو میرا سیہ نامہ سفید
در پہ پڑنے کی الٰہا لاج رکھ — سر رگڑنے کی خدایا لاج رکھ
از رہِ الطاف و احسان و کرم — پھیر دے سب پر معافی کا قلم
علم و دانائی مجھے کر وہ عطا — جس سے سوجھے خود بخود حق و خطا
نیک کامون کی مجھے توفیق دے — اور بُرے کامون سے بالکل روک لے
یاالٰہی لوثِ عصیان سے بچا — خالص و مخلص مجھے بندہ بنا
میری عجز و ناتوانی بیکسی — تجھ پہ روشن ہے خداوندا سبھی
نفس و شیطان پڑ گئے پیچھے مرے — ہے غرض اُنکی مرا ایمان مٹے
قہر سے اپنے اُنہین مقہور رکھ — قرب سے بھی میرے اُن کو دور رکھ
مین ہون تنہا اور دشمن صد ہزار — جان ہے اس غم سے ہر دم بیقرار
فوجِ نصرت لشکرِ فتح و ظفر — بھیجدے میری مدد کو زود تر
دور کر دے میرے دل کی بیکلی — بخشدے تسکین مٹادے کھلبلی
گلشنِ امید کے غنچے کھلا — اور بہارِ گلشنِ عرفان دکھا
جلد بر لا وہ تمنائے دلی — جو مٹادے جان و دل کی بے کلی
صورت و سیرت کے سب چال اور چلن — اس حسن کے کردے یارب تو حسن